جامعہ دار العلوم یاسین القرآن
دارالافتاء
ایس ٹی ۱۸ کراچی

سوال

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتھم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر وعافیت ہوں گے موجودہ صورتحال میں جمعہ کی نماز کے قیام سے متعلق شرعی حکم دریافت کرنا مطلوب تھا عوام وخواص میں اس سے متعلق سخت تشویش پائی جاتی ہے کیونکہ مختلف دارالافتاء کی مختلف آراء اور فتاوی سامنے آرہے ہیں دارالعلوم کراچی اور جامعہ بنوری ٹاؤن کی آراء آپس میں مختلف ہیں اور آنجناب کا ایک صوتی پیغام بھی جمعرات کی رات عام ہوا جو ان دونوں سے مختلف تھا اس تشویشناک کیفیت میں بعض افراد نے مساجد میں دروازے بند کر کے نماز جمعہ ادا کر لی کہ جزوی اذن سلطان موجود ہے اور یہ اذن رافع للخلاف ہے اور بعض نے گھروں پر ہی جمعہ قائم کر لیا کہ شہر ہونا ضروری ہے باقی اذن عام وغیرہ لازمی نہیں۔ بعض مساجد میں حکومت کی پابندی کے باوجود دروازے کھول کر جمعہ ادا کیا گیا الغرض ہر جگہ ایک تشویش رہی اور کوئی واضح اور حتمی حکم سامنے نہ آسکا بلکہ بعض حضرات نے اس دوران مختلف آراء اور متضاد بیانات مختلف اوقات میں جاری کئے جن میں یہ صراحت بھی نہ تھی کہ یہ پچھلی رائے سے رجوع ہے الغرض اس ماحول میں بندہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ کی تحقیق اور نظر وزنی ہوتی ہے اور مدلل بھی لہذا قرآن وسنت اور عبارات فقہاء کرام کی روشنی میں درج ذیل امور کے جوابات مرحمت فرمادیں۔

(۱) اذن عام جمعہ کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ اذن عام کا کیا مطلب ہے؟

(۲) اذن عام کی شرط ظاہر الروایۃ میں موجود ہے یا نوادر کی روایت ہے؟ اگر یہ نوادر کی روایت ہے تو کیا ظاہر الروایۃ کو ترجیح نہ ہوگی؟

(۳) اذن عام اگر شرط بھی ہو تو کیا امر حاکم سے یہ معطل نہیں ہوسکتا؟ یعنی حاکم یہ حکم جاری کر دے کہ سب اپنے گھروں میں دروازے بند کر کے نماز جمعہ پڑھیں اور مسجد کی انتظامیہ والے مسجد کے دروازے بند کر کے جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ ادا ہو جائے یعنی یہ شرط صرف عوام کیلئے ہے یا حاکم پر بھی اس شرط کی پابندی ضروری ہے؟

(۴) بعض حضرات یہاں یہ دلیل دے رہے ہیں کہ حکم حاکم رافع للخلاف ہے لہذا جب مسجد والوں کو حاکم نے جزوی اجازت دے دی تو ان کیلئے یہ اذن رافع للخلاف ہوگا اور مسجد والوں کی نماز جمعہ باوجود دروازے بند کرنے کے ادا ہو جائے گی کیا یہ بات درست ہے؟

(۵) علامہ شامی رحمہ اللہ نے شامیہ میں یہ استثناء فرمایا ہے کہ اگر متعدد جگہ جمعہ ہو تو پھر ہر جگہ اذن عام ضروری نہیں بلکہ بعض مواضع کا اذن عام دیگر مواضع کیلئے کافی ہوگا تو کیا اس بات سے استدلال کیا جاسکتا ہے؟ اور بظاہر علامہ شامی رحمہ اللہ کی تطبیق کا کوئی جواب نہیں کیونکہ باقی عبارات ان کے سامنے تھیں پھر بھی انہوں نے تعدد مواضع میں بعض جگہوں پر بغیر اذن عام کے جواز جمعہ کا قول فرمایا ہے اس کی مدلل وضاحت فرمادیں۔

(٦) جمعہ کے انعقاد کیلئے سلطان کی شرط بھی ذکر کی جاتی ہے اس کا محمل کیا ہے؟ کیونکہ آج کل اکثر جگہ پر سلطان یا امراء سلطان موجود نہیں پھر جمعہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ نیز جن غیر مسلم ممالک میں سلطان کا وجود ہی نہیں ان کا کیا حکم ہوگا؟ اور کیا اذن عام وہاں بھی ملحوظ ہوگا؟

(٧) جن مساجد میں حکومت کی پابندی کے باوجود جمعہ کی نماز مسجد میں ادا کی گئی ہے اور مسجد کے دروازے کھلے رکھے گئے ہیں کیا وہاں بھی اذن عام نہیں پایا گیا؟ اگر چہ ان پر حکومتی کاروائی (F.I.R) وغیرہ ہوئی ہیں لیکن عین وقت پر حکومت نے عملاً منع نہیں کیا تو کیا ان لوگوں کا جمعہ ہوگیا؟ کیا وہ گناہ گار ہوں گے؟ کیا انہیں اس طرح مساجد میں نماز جمعہ باوجود پابندی کے پڑھنی چاہیئے تھی؟

(٨) نیز جن مساجد میں دروازے بند کر کے نماز جمعہ پڑھی گئی ہے اور عملے کے افراد نے صرف نماز پڑھی ہے جیسا کہ حکومت کا حکمنامہ تھا تو کیا ان کی نماز ہوگئی؟ اگر نہیں ہوئی تو اب وہ کیا کریں؟

(٩) اگر اذن عام شرط ہے اور اس کی تعریف موجودہ صورتحال میں صادق نہیں آرہی تو اب کیا کیا جائے؟ نماز جمعہ پڑھیں یا نماز ظہر؟

(١٠) میرا آخری سوال یہ ہے کہ جب اذن عام کی تعریف میں قلعے کے دروازے کھلے ہونا شرط ہے تو پھر وہ مقامات مثلاً چھاؤنیاں، کالونیاں، فیکٹریاں اور اسی طرح فلیٹ وغیرہ جہاں اندر لوگوں کی بڑی تعداد ہوتی ہے لیکن مرکزی دروازے بند ہونے کی صورت میں اذن عام کا تحقق نہیں ہوتا آیا ان مقامات پر جمعہ جائز ہوگا؟

مفتی صاحب ان تمام امور پر مدلل اور مفصل کلام فرمادیں تا کہ عوام وخواص میں پایا جانے والا تشش وپنج دور ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

سائل
اعظم جاوید ملک
گلشن معمار کراچی

دارالافتاء

الجواب بعون الملك الوهاب

آج کل پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا بشمول مسلم وغیر مسلم ممالک میں مساجد وگھروں میں نماجمعہ کے جواز وعدم جواز کی بحث ہورہی ہے جس کی وجہ کرونا وائرس سے بچاؤ کیلئے حکومتوں کا مساجد میں جمعہ اور دیگر نمازوں کے باجماعت نماز پڑھنے پر پابندی ہے اکثر ممالک میں تو مساجد ہی مقفل کر دی گئی ہیں البتہ پاکستان میں خصوصاً حکومت سندھ نے صوبہ سندھ وکراچی میں جمعہ کے انعقاد پر اس طور پر پابندی عائد کی ہے کہ صرف مسجد میں امام وموذن ودیگر پانچ افراد تک جمعہ پڑھ سکتے ہیں باہر سے کسی کو مسجد میں جمعہ کی نماز کیلئے آنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حکومت سندھ کے اس حکم نامہ کے بعد جو جمعرات رات گئے نافذ ہوا اسکے بعد ائمہ مساجد اور نمازیوں نے یہ سوال اٹھایا کہ

حکومت وقت کی پابندی کے بعد آیا مسجد میں چند افراد کا جمعہ ادا کرنا جائز ہوگا جبکہ باہر سے کسی کو اندر آنے کی اجازت بھی نہیں ہے اسی طرح دوسرا سوال یہ اٹھایا کہ جو لوگ گھروں میں ہیں آیا ظہر کی نماز ادا کریں گے یا ان کے کیلئے گنجائش ہے کہ اگر چند لوگ مل کر گھر میں جمعہ قائم کریں تو آیا ان کیلئے گھر میں جمعہ کی نماز درست ہوگی؟

یہ مسئلہ کیونکہ پاکستان کی تاریخ بلکہ شاید اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ پیش آیا کہ نماز جمعہ کے انعقاد پر اس طرح پابندی لگی ہو کیونکہ حکومت کا یہ حکم نامہ جمعرات کو رات گئے نافذ ہوا اور دوسرا دن جمعہ کا تھا اس لئے علماء اور عوام الناس تعجیلاً ان سوالات کے جوابات مانگ رہے تھے لہذا معاصرین مفتیان کرام کے جوابات جو آڈیو کلپ پر سامنے آئے ان میں تعارض پایا گیا جس کی وجہ سے ائمہ مساجد علماء وعوام میں بے چینی پائی گئی بلکہ پائی جارہی ہے۔ بندہ ناچیز کی کئی روز سے اس مسئلہ میں معاصرین مفتیان کرام کی آراء وفتاوی خصوصاً شب جمعہ میں معتبر ومعتمد دارالافتاء کے جو جوابات سامنے آئے ان پر نظر تھی۔ شب جمعہ ہی سے بندہ کے پاس بھی اس قسم کے سوالات کثرت سے آرہے تھے لہذا بندہ نے آڈیو کلپ کے ذریعہ ایک مختصر جواب دیا جو دیگر فتاوی سے کچھ مختلف تھا جس کی وجہ سے مسئلہ میں مزید الجھاؤ پیدا ہوگیا آپ نے جس تشویش کا اظہار کیا ہے وہ بالکل بجا ہے لہذا بندہ یہ سمجھتا ہے کہ مسئلہ ھذا کو فتاوی اور اکابرین اہل فتوی سے منقح کیا جائے لہذا اولاً مسئلہ ھذا میں معاصرین مفتیان کرام کے فتاوی اور اس کے تعارض کو ذکر کیا جائے گا اور اس کے بعد فقہاء کرام اور اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی کے ذریعہ مسئلہ کو واضح کیا جائے گا۔

پہلی رائے رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن حضرت مفتی انعام الحق زیدہ مجدہ کی ہے جو آڈیو کلپ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ موجودہ صورت حال میں چاہے مسجد ہو یا گھر ہر دو صورت میں اگر امام کے علاوہ تین افراد موجود ہوں تو نماز جمعہ جائز ہوگی حضرت مفتی صاحب زید مجدہ نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ مسجد میں جمعہ پڑھنا سنت ہے جبکہ شہر یا فناء شہر میں کہیں بھی جمعہ ادا کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جاتا ہے لہذا عذر کی بناء پر گھر میں جمعہ پڑھنا بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ جائز ہوگا۔ یہی رائے دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کی ہے۔

دوسرا تحریری فتوی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے اسی شب مورخہ ۲۷/۳/۲۰۲۰ کو شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ (جو لوگ پابندی کی وجہ سے جمعہ میں شریک نہیں ہوں گے وہ شرعاً معذور ہیں ایسے لوگ اپنی اپنی جگہوں پر نماز ظہر حتی الامکان جماعت کے ساتھ ورنہ انفرادی طور پر ادا کریں) الی آخرہ۔ دارالعلوم کراچی کے فتوی میں مسجد میں محدود افراد کے جمعہ پڑھنے کے جواز یا عدم جواز سے متعلق کوئی بات نہیں کی گئی لیکن فتوی کے یہ الفاظ کہ (جو لوگ جمعہ میں شریک نہیں ہوں گے) سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جو محدود افراد جمعہ پڑھ رہے ہیں ان کا جمعہ ادا ہو جائے گا چنانچہ اس کی وضاحت رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید حضرت مفتی محمد صاحب زید مجدہ کے اس آڈیو کلپ میں موجود ہے جو اسی رات بندہ کے پاس آیا جس میں انہوں نے یہ صراحت کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:

''ابھی میری حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم سے بات ہوئی ہے جس میں حضرت نے فرمایا کہ گھروں میں کیونکہ حکومت کی طرف سے اذن نہیں ہے لہذا وہاں ظہر کی نماز پڑھی جائے لیکن مساجد میں کیونکہ حکومت کی طرف سے

دارالافتاء

محدود جماعت کا جزوی اذن موجود ہے لہذا اذن حاکم کی وجہ سے مساجد میں جو حضرات جمعہ پڑھیں گے ان کا جمعہ (حکم حاکم رافع للخلاف) کے اصول کی بناء پر ہو جائے گا''

بظاہر دارالافتاء جامعۃ الرشید کی رائے بھی حضرات اکابرین دارالعلوم کراچی کے موافق معلوم ہوتی ہے۔

ان سب آراء اور فتاوی کے مقابلہ میں بندہ ناچیز کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر دو مقامات مساجد و گھر وغیرہ میں کیونکہ اذن عام کی تعریف صادق نہیں آرہی اس لئے جمعہ کی نماز جائز نہیں ہوگی بلکہ تمام حضرات ظہر کی نماز ادا کریں گے۔ یہاں تک تو موجودہ مسئلہ میں معاصرین مفتیان کرام کا اختلاف سامنے آگیا اب ہم اصل مسئلہ کی تنقیح و وضاحت کرتے ہیں۔

دارالافتاء

جمعہ کے انعقاد کی دو اہم شرائط

جمعہ کی نماز کے جواز کی جو سات شرائط فقہاء کرام نے ذکر کی ہیں ان میں ایک شرط سلطان یا اس کے نائب ہونے کی ہے جبکہ ایک دوسری اہم شرط اذن عام کی ہے جس کی تعریف علامہ شامی رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے کی ہے:

أي أن يأذن للناس إذنا عاما بأن لا يمنع أحدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذي تصلي فيه وهذا مراد من فسر الإذن العام بالاشتهار (شامية ٣/٢٨)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس جگہ چاہے مسجد ہو یا غیر مسجد جمعہ قائم کیا جارہا ہے اس کے دروازے نمازیوں کیلئے کھلے ہوں اگر مسجد وغیرہ کے دروازے نمازیوں کیلئے بند کر دیئے جائیں تو اس صورت میں جمعہ جائز نہ ہوگا کیونکہ اذن عام نہیں پایا گیا۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ دو الگ الگ شرطیں ہیں یعنی سلطان یا اسکے نائب کا ہونا الگ شرط ہے جبکہ اذن عام ایسی شرط ہے کہ جس کی پابندی خود سلطان پر بھی لازم ہے جیسا کہ بدائع الصنائع (۱/ ۶۰۲ [مکتبہ رشیدیہ]) کے اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

السلطان إذا صلى في فهندرة والقوم مع أمراء السلطان في المسجد الجامع قال إن فتح باب داره وأذن للعامة بالدخول في فهندرة جاز وتكون الصلاة في موضعين ولو لم يأذن للعامة وصلى مع جيشه لا تجوز صلاة السلطان وتجوز صلاة العامة (بدائع الصنائع١/٦٠٣)

اس جزئیہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر سلطان اپنے قلعہ وغیرہ میں نماز جمعہ ادا کرے اور عوام سلطان کے امراء کے ساتھ جامع مسجد میں نماز ادا کریں تو اگر سلطان نے قلعہ کے دروازے کو کھلا رکھا اور عام لوگوں کو اس میں داخل ہونے کی اجازت دی تو سلطان کا جمعہ جائز ہوگا اسی طرح جامع مسجد میں لوگوں کا جمعہ بھی جائز ہوگا اور اگر سلطان نے عام لوگوں کو قلعہ میں آنے کی اجازت نہ دی اور قلعہ پر موجود لشکر کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اس صورت میں سلطان کا جمعہ جائز نہ ہوگا جبکہ جامع مسجد میں جمعہ جائز ہوگا۔ اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ

کے دروازے بند ہونے کی صورت میں کیونکہ اذن عام کہ کسی کو جمعہ پڑھنے سے نہ روکا جائے وہ شرط نہیں پائی گئی لہذا سلطان کا جمعہ جائز نہ ہوگا جبکہ جن لوگوں نے جامع مسجد میں نماز ادا کی وہاں کیونکہ اذن عام پایا گیا اس لئے ان کا جمعہ درست ہوا۔

بندہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اگر فقہاء کرام کی عبارات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کی شرط بھی اس لئے لگائی گئی ہے تا کہ اذن عام میں کوئی رکاوٹ نہ بنے جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے مبسوط میں ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

وإنما جعلنا السلطان شرطا في الجمعة لئلا يفوت بعض أهل المصر على البعض صلاة الجمعة لذلك لا يكون للسلطان أن يفوت الجمعة على أهل المصر فلهذا شرطنا الإذن العام في ذلك(مبسوط ۲/۱۲۰)

امام سرخسی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جمعہ میں سلطان کو اس لئے شرط قرار دیا ہے تا کہ بعض شہر والے بعض کی نماز جمعہ کو فوت کرنے کا سبب نہ بنیں لہذا اگر کوئی جمعہ کی نماز میں رکاوٹ ڈالتا ہے تو سلطان اس سے نمٹے گا تا کہ اذن عام اور انعقاد جمعہ میں خلل پیدا نہ ہو۔

بدائع الصنائع اور مبسوط سرخسی کی مذکورہ جزئیات سے بعض معاصرین کی اس دلیل کی نفی ہوتی ہے کہ (کیونکہ حکومت وقت نے مسجد میں محدود جمعہ کی اجازت دی ہے لہذا الحکم حاکم رافع للخلاف کے اصول کے مطابق مسجد میں جمعہ جائز ہوگا) کیونکہ جب حاکم کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ دروازے بند کر کے جمعہ ادا کر سکے تو دوسروں کیلئے اس کی اجازت کے چہ معنی دارد؟ جبکہ تمام مساجد کے دروازے بند ہوں۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ اذن عام کی شرط ایک ایسی شرط ہے جس کا سلطان سے بھی کوئی تعلق نہیں بلکہ تمام نمازیوں کیلئے مساجد وغیرہ کے دروازے کھلے رکھنا یہ جمعہ کے جواز کی مستقل شرط ہے۔

چھاؤنی، فیکٹری اور فلیٹوں وغیرہ میں انعقاد جمعہ کا حکم

یہاں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ قلعہ وغیرہ میں اگر اذن عام نہ ہو تو جمعہ جائز نہ ہوگا صاحب درمختار نے اس میں دو صورتوں کا استثناء عذر کی بناء پر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں"**فلا يضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادة قديمة**(**در مختار** ۲۹/۳) یعنی اگر قلعہ کے دروازے دشمن کے آنے کی بناء پر بند ہوں نہ کہ نمازیوں کیلئے یا دروازے بند کر کے نماز پڑھنا ان کی پہلے سے عادت چلی آ رہی ہو تو اس صورت میں دروازے بند ہونے کے باوجود نماز ادا ہو جائے گی اس کی دلیل مصنف رحمہ اللہ نے یہ پیش کی ہے کہ "لأن الإذن العام مقرر لأهله" یعنی جو لوگ پہلے سے قلعہ میں موجود ہیں ان کو تو اجازت حاصل ہے جہاں تک دروازے بند کرنے کا تعلق ہے تو وہ دشمن کیلئے ہے نہ کہ نمازیوں کیلئے، درمختار کے اس استثناء سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آج کل چھاؤنی وغیرہ میں جو جمعہ ہوتا ہے وہ جائز ہوگا ایک تو اس وجہ سے کہ چھاؤنی کے دروازے اس لئے بند ہوتے ہیں کہ کوئی دشمن اندر داخل نہ ہو ثانیاً عموماً ہر چھاؤنی میں مسجد ہوتی ہے جس کے دروازے چھاؤنی میں رہنے والے تمام افراد کیلئے کھلے ہوتے ہیں لہذا اس لحاظ سے صاحب درمختار جو

فرمارہے ہیں "لأن الإذن العام مقرر لأهله" اسکی بناء پر اندروالوں کا جمعہ جائز ہوگا کیونکہ مسجد کا دروازہ کھلا ہونا اذن عام کیلئے ضروری ہے جو یہاں موجود ہے۔ اسی طرح بعض وہ کالونیاں یا بڑی فیکٹریاں جہاں سینکڑوں افراد اندر موجود ہوتے ہیں اگر وہاں مساجد ہیں اوران میں اذن عام کی شرط موجود ہے تو اس صورت میں بھی ان کی نماز درست ہوگی نیز یہی حکم فلیٹوں وغیرہ کا بھی ہوگا اگر وہاں کے مکینوں کیلئے مسجد کے دروازے کھلے ہیں تو اذن عام حاصل ہوگا وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہاں کہیں بھی اذن عام کی مثالیں مذکور رہیں وہاں غلق الابواب کا ذکر ہے جیسا کہ قلعہ وغیرہ سے متعلق جزئیات گزر چکے نیز مسجد سے متعلق ایک جزئیہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے جو یہ ہے "حتی لو اجتمعت جماعة فی الجامع وأغلقوا الأبواب وجمعوا لم يجز" (شامية ٣/٢٩) اس جزئیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک جماعت جامع مسجد میں جمع ہو کر دروازے بند کر کے جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ ادا نہ ہوگی اذن عام کے نہ ہونے کی وجہ سے، معلوم ہوا چاہے مسجد ہو یا قلعہ وغیرہ اگر مساجد کے دروازے تمام نمازیوں کیلئے کھلے ہیں چاہے وہ محلہ کی مسجد ہو یا قلعہ یا چھاؤنی، کالونی یا فلیٹوں کی اگر مساجد کے دروازے کھلے ہیں تو درمختار کی اس تصریح کی بناء پر "لأن الإذن العام مقرر لأهله" ان کی نماز جمعہ درست ہوگی البتہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے درمختار کے اس استثناء پر کہ دشمن کے خوف کی بناء پر دروازے بند ہونے کے باوجود اذن عام کا تحقق ہوجائے گا استدراک کیا ہے اور شیخ اسماعیل رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس کا بھی عدم جواز نقل کیا ہے اور وجہ اس کی یہ بیان کی ہے جب باہر کوئی شخص اذانِ خطبہ سنے گا اور اس کو اندر آنے کی اجازت نہ ہوگی تو نماز میں آنے پر منع تو متحقق ہوگیا جو اذن عام کے خلاف ہے لہذا اندروالوں کا جمعہ ادا نہ ہونا چاہیئے۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ کیونکہ چھاؤنی، فلیٹ اور فیکٹریوں وغیرہ میں مساجد میں جمعات کا قیام معمول بہا ہے لہذا درمختار کی تصریح کے مطابق نماز جمعہ جائز ہوگی۔ البتہ احتیاط اس میں ہے کہ باہر سے آنے والوں کو منع نہ کیا جائے۔

دارالافتاء

اذن عام کی شرط نوادر کی روایت میں ہے نہ کہ ظاہر الروایۃ میں

بعض مفتیان کرام کی طرف سے اذن عام کی شرط پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ یہ شرط ظاہر الروایۃ میں نہیں ہے بلکہ نوادر میں ہے اور اصول یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ کو نوادر کی روایت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے لہذا موجودہ ضرورت کی بناء پر اگر ظاہر الروایۃ کو نوادر پر ترجیح دی جائے جو موافق اصول ہے تو اس صورت میں مذکورہ بحث کی کوئی حیثیت نہیں ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ اصول کہ ظاہر الروایۃ کو نوادر پر ترجیح حاصل ہوگی یہ اس وقت ہے جبکہ فقہائے متاخرین اصحاب ترجیح کسی قول کی ترجیح کو بیان نہ کریں جبکہ مسئلہ ھذا میں فقہائے متاخرین میں شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ سے لے کر خاتمۃ المحققین والمتاخرین علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تک تقریباً تمام حضرات نے اذن عام کی شرط کو ذکر کیا ہے اور اس شرط کی ترجیح پر قرآن وسنت سے استدلال کیا ہے جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع (١/ ٦٠٤) پر فرمایا:

وإنما كان هذا شرطا لأن الله تعالى شرع النداء لصلاة الجمعة بقوله { يا أيها الذين آمنوا إذا

نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله } والنداء للاشتهار

علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ اذن عام کو انعقاد جمعہ کیلئے شرط اس لئے قرار دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اذان جمعہ کو نماز جمعہ کیلئے مشروع کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والوں! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر یعنی خطبہ کی طرف آؤ۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان تو اشتہار یعنی لوگوں کو بلانے کیلئے ہوتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

ولذا يسمى جمعة لاجتماع الجماعات فيها فاقتضى أن تكون الجماعات كلها مأذونين بالحضور إذنا عاما تحقيقا لمعنى الاسم

یعنی جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بہت سی جماعتوں کا مختلف مقامات پر اجتماع ہوتا ہے بس یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ تمام جماعتیں ایسی ہونی چاہئیں جن کو جمعہ میں حاضری کی اجازت ہو اور یہ اجازت عام ہو کہ کسی کو آنے سے نہ روکا جائے یہی بات بعینہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار (۲۸/۳) پر بدائع کے حوالے سے بیان کی ہے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مختلف مقامات پر جمعہ کی ادائیگی ہو رہی ہو تو ہر جگہ اذن عام شرط ہوگا اگر کسی ایک مسجد وغیرہ میں بھی اذن عام کے بغیر جمعہ کی نماز ادا کی گئی تو جمعہ ادا نہیں ہوگا۔ بدائع کی اس تصریح سے ان حضرات کے اشکال کا جواب بھی ہو گیا جو اس مسئلہ میں کہ اگر ایک جگہ اذن عام نہ ہو جبکہ دوسرے مقامات پر نماز جمعہ اذن عام کے ساتھ ادا ہو رہی ہو تو اس مسجد میں بھی اذن عام کے نہ ہونے کے باوجود جمعہ ادا ہو جائے گا۔

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن
دارالافتاء
ناظم آباد نمبر ۴، کراچی

بعض حضرات کی دلیل

یہ حضرات دلیل کے طور پر علامہ شامی رحمہ اللہ کے اس قول کو پیش کرتے ہیں:

قلت وينبغي أن يكون محل النزاع ما إذا كانت لا تقام إلا في محل واحد أما لو تعددت فلا لأنه لا يتحقق التفويت كما أفاده التعليل تأمل (شامية ۲۹/۳)

علامہ رحمہ اللہ کے اس قول کا حاصل یہ ہے کہ اذن عام کی شرط ہونے کی علت یہ ہے کہ جن لوگوں کو نماز میں آنے سے روکا جائے گا ان کا جمعہ فوت ہو جائے گا تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ایک ہی مسجد ہو دوسری جگہ کہیں جمعہ نہ ہو رہا ہو لوگوں کا جمعہ فوت ہوگا لیکن اگر دوسری جگہ جمعہ ہو رہا ہے تو ''تفويت الجمعة على الناس'' کی علت نہیں پائی جا رہی ہے لہذا اس مسجد میں بھی جمعہ جائز ہوگا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ توجیہ مخدوش و مجروح ہے اولاً تو اس لئے کہ تمام کتب فقہ میں کسی فقیہ نے یہ تخصیص نہیں کی ہے جیسا کہ خود علامہ رحمہ اللہ نے کچھ سطر پہلے یہ فرمایا ''بل الشرط الاذن للجماعات كلها'' یعنی تمام ان مقامات پر جہاں جمعہ کی جماعت ہو رہی ہے اذن عام شرط ہے علامہ رحمہ اللہ کی یہ تصریح خود تخصیص کی نفی کرتی ہے اسی بناء پر علامہ رافعی رحمہ اللہ نے حاشیہ میں علامہ شامی

رحمہ اللہ پر اشکال کیا ہے کہ علامہ رحمہ اللہ کی تخصیص بدائع اور دیگر کتب کے عموم کے خلاف ہے۔ نیز حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ فتاوی رحیمیہ (٦ / ٨٥) پر علامہ شامی رحمہ اللہ کے اس تفرد کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علامہ شامی رحمہ اللہ کی توجیہ اکثر متون وشروح کے خلاف ہے دوسری جگہ/ دوسری مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہوتو اذن عام شرط ہے ورنہ شرط نہیں ان کی یہ تحقیق مجروح معلوم ہوتی ہے اذن عام کی شرط علی الاطلاق ہے اور یہ منشاء شرع کے مطابق ہے''

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن دارالافتاء

جہاں تک علامہ شامی رحمہ اللہ کے استدلال کا تعلق ہے جو انہوں نے اس عبارت سے کیا ہے "**لان اشتراط السلطان للتحرز عن تفویتها علی الناس**" (**شامیة ۲۹/۳**) اس سے علامہ رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ عام لوگوں پر جمعہ کا فوت ہونا یہ علت ہے سلطان کے قلعہ یا محل کے دروازے بند ہونے کی صورت میں نماز جمعہ کے عدم جواز کی، لہذا اگر یہ علت نہ ہو یعنی بندش کے باوجود باہر والے کسی اور جگہ جہاں اذن عام ہو جمعہ پڑھ سکتے ہوں تو اس صورت میں باہر والوں کا جمعہ بھی جائز ہوگا اور ان کا بھی جو دروازے بند کر کے نماز ادا کر رہے ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کے اس استدلال کا ایک جواب تو علامہ رافعی رحمہ اللہ نے حاشیہ میں (شامیہ ٣/ ٢٩) یہ دیا ہے کہ انتفاء علت سے انتفاء معلول لازم نہیں آتا پھر ''**وقد قالوا**'' سے حضرات کا قول بھی نقل کیا ہے کہ ''**لا یلزم من بطلان دلیل المعین بطلان المدلول**'' دوسری بات علامہ رافعی رحمہ اللہ نے وہی بیان کی جو ہم اوپر بیان کر چکے کہ یہ تعلیل جو تخصیص پر دلالت کر رہی ہے صاحب بدائع کی اس تعلیل کے معارض ہے جو عموم پر دلالت کرتی ہے لہذا صاحب بدائع کی تعلیل جو نص قرآنی سے ثابت ہے اس کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسری بات بندہ عرض کرتا ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے جس عبارت سے استدلال کیا ہے کہ ''**لان اشتراط الخ**'' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز جمعہ میں سلطان کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے تا کہ لوگوں کا جمعہ فوت ہونے سے بچایا جائے ''**لا یحصل الا باذن العام**'' اور یہ مقصود اذن عام کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا یہ وہی تعبیر ہے جو شروع میں ہم نے مبسوط سرخسی کے حوالہ سے نقل کی تھی جس کی عبارت یہ ہے ''**وانما جعلنا السلطان شرطاً فی الجمعةلئلا یفوت بعض اهل المصر علی البعض صلوة الجمعةلذلك لا یکون للسلطان ان یفوت الجمعة علی اهل المصر فهذا شرطنا الاذن العام فی ذلك**'' (مبسوط ٢ / ١٢٠)

بندہ عرض کرتا ہے کہ اگر غور کیا جائے تو علامہ شامی رحمہ اللہ سلطان کے شرط ہونے کی جس علت کو بیان فرما رہے ہیں وہ انہوں نے کافی سے لی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں ''**وفی الکافی التعبیر بالدار**'' جبکہ یہ بات تمام اہل علم جانتے ہیں کہ مبسوط سرخسی بھی کافی للحاکم شہید کی شرح ہے لہذا ان دونوں عبارات کا مقصود وہی ہے جو ہم نے سلطان کے شرط ہونے کی بحث میں شروع میں ذکر کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ سلطان کے شرط ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ شہر میں ہر اس مقام پر جہاں نماز جمعہ ادا ہو رہی ہے اذن عام کا انتظام

کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا حتی کہ اگر خود قلعہ وغیرہ میں بغیر اذن عام کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز بھی ادا نہ ہوگی اگر اس تعلیل کا مقصد تعدد جمعات کی صورت کا استثناء ہوتا جیسا کہ حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ سمجھے ہیں تو اس صورت میں سلطان کی نماز قلعہ بند ہونے کے باوجود جائز ہونی چاہیئے تھی کیونکہ قلعہ سے باہر جمعات تو ہو رہے ہوں گے ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ ہوسکتا ہے کہ سلطان نے پورے شہر میں پابندی لگادی ہو تو اس کا جواب بدائع الصنائع کے اس جزئیہ میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں ''**ان صلی فی فهندرة**'' (بدائع ۱/ ۲۶۲) اس جزئیہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر سلطان نے قلعہ بند کر کے اپنے لشکر کے ساتھ نماز پڑھی جبکہ عام لوگوں نے امراء سلطان کے ساتھ جامع مسجد میں نماز پڑھی تو سلطان کی نماز جائز نہیں ہوگی بوجہ اذن عام کے نہ ہونے کے جبکہ جامع مسجد میں نماز جائز ہوگی بوجہ اذن عام ہونے کے، علامہ شامی رحمہ اللہ کی توجیہ کے مطابق سلطان کی نماز جائز ہونی چاہیئے کیونکہ دوسری جگہ جامع مسجد میں اذن عام کے ساتھ نماز ہو رہی ہے حالانکہ تصریح موجود ہے کہ ''**لا تجوز صلاة السلطان و تجوز صلاة العامة**'' اس سے معلوم ہوا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ تفصیل خود ان کی اپنی تصریحات، خود اشتراط سلطان کی علت، منصوص علت کے عموم اور بدائع وغیرہ کے ان صریح جزئیات کے خلاف ہے لہذا اس سے بعض حضرات کا استدلال انتہائی کمزور و مرجوح ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کی اس عبارت پر کلام مذکور جملہ معترضہ کے طور پر آگیا اصل بات ہو رہی تھی اذن عام کی شرط کے متعلق جو نوادر کی روایت ہے اور اس کو ظاہر الروایۃ پر ترجیح فقہائے متاخرین نے دی ہے کیونکہ اذن عام کی شرط قرآن وسنت کے زیادہ موافق ہے چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن (۸/ ۵۸[مکتبہ دار الکتب العلمیۃ]) میں انتہائی عمدہ انداز میں اس کو ثابت کیا ہے چنانچہ باب وقت الجمعۃ بعد الزوال کے ماتحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث لائے ہیں:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال اذن النبی ﷺ الجمعة قبل ان یهاجر ولم یستطع ان یجمع بمکة الخ

یعنی نبی کریم ﷺ نے ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں جمعہ قائم کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اس کے ماتحت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا:

دلیل کون الاذن العام شرطاً للجمعة: قلت وفی الحدیث دلالة علی ان شرط الجمعة ان تودی علی سبیل الاشتهار لما فیه ان النبی ﷺ اذن الجمعة قبل ان یهاجر ولم یستطع ان یجمع بمکة الخ ولا یخفی ان مکة موضع صالح للجمعة حتماً لکونها مصراً ولم یکن النبی ﷺ عاجزاعن الوقت ولا عن الخطبة والجماعة لا جل کونه مستخفیافی بیت فانه کان یقیم سائر الصلوات بالجماعة کذلك لکنه لم یستطع ان یودی الجمعة علی سبیل الاشتهار والاذن العام لما فیه من مخافة اذی الکفار وهجومهم علی المسلمین ففیه دلیل قول الحنفیة باشتراط اذن العام للجمعة۔

دار الافتاء

حضرت کے استدلال کا حاصل یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز جمعہ کھلے عام ادا کی جائے کیونکہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشروعیت جمعہ کے وقت مکہ مکرمہ میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی خود مکہ مکرمہ میں جمعہ ادا نہیں کیا حالانکہ مکہ مکرمہ بالاتفاق شہر کے حکم میں ہے وقت جمعہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے پر بھی قادر تھے صحابہ کے ساتھ جیسے عام نمازیں باجماعت ادا فرمار ہے تھے جمعہ کی جماعت پر بھی قادر تھے اسی طرح آپ صرف امام ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء تھے تمام شرائط جمعہ موجود تھیں لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں گھر کے اندر صحابہ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کیوں نہیں فرمائی؟ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ ادا نہ کرنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روپوشی کی حالت میں تھے اور ادائیگی جمعہ علی سبیل الاشتہار اور اذن عام کے ساتھ ادا کرنے پر قادر نہیں تھے کیونکہ اس میں کفار کی طرف سے ایذاء رسانی کا قوی اندیشہ تھا علامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں جمعہ کی نماز میں اذن عام کی شرط ہونے کی حنفیہ کی دلیل موجود ہے۔ اس بحث کے آخر میں علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فافهم فان مدارك الحنفية دقيقة جداً"

بندہ عرض کرتا ہے کہ اس حدیث پاک سے دو اہم مسئلوں کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے ایک تو یہ کہ بعض مفتیان کرام کا یہ کہنا کہ مسئلہ ھذا میں حکم حاکم رافع للخلاف ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ مکہ مکرمہ میں تمام شرائط جمعہ کے موجود ہونے کے باوجود جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جمعہ کا انعقاد جائز نہیں تھا کیونکہ اذن عام کی علت متحقق نہیں تھی چنانچہ اذن حاکم ایسے لوگوں کیلئے جو ایسے مقام پر جمعہ ادا کر رہے ہیں جس میں اذن عام نہیں ہے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

اور اگر یہ حضرات اس اصول سے کہ حکم حاکم رافع للخلاف ہے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر حاکم مصلحت کی بناء پر اذن عام کے شرط ہونے کو جو نوادر کی روایت سے ثابت ہے ترک کر کے ظاہر الروایۃ جس میں یہ حکم موجود نہیں ہے اس بناء پر مسجد میں محدود جمعہ کے انعقاد کی اجازت دیتا ہے تو حکم حاکم رافع للخلاف کی بناء پر ایسی تمام مساجد میں جمعہ جائز ہونا چاہیئے۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ اولاً تو اس کی وضاحت کی جائے کہ آیا یہ اصول مطلق ہے چاہے حاکم مجتہد ہو یا عامی، ہر صورت میں اس کا حکم رافع للخلاف ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر حاکم وقت ان تمام مسائل میں جو احناف کے مسلّمات میں ہیں البتہ جمہور کے خلاف ہیں، اگر حاکم وقت رافع للخلاف کی بناء پر ان تمام مسائل میں جمہور کے مذہب پر عمل کا پابند کرتا ہے تا کہ کسی کا اختلاف باقی نہ رہے۔ اب اس اصول سے استدلال کرنے والوں سے بندہ کا سوال ہے کہ آیا اس اصول کو عام رکھ کر اس کے جواز کا قول کریں گے؟ بندہ سمجھتا ہے کہ ہرگز نہیں لہذا اس اصول کو عام نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس کو مصلحت کے ساتھ مقید کیا جائے گا اور مصلحت کا مطلب یہ ہے کہ قول راجح کے مقابلے میں جو دوسرا حکم حاکم دے رہا ہے اس میں فتنے اور ضرر کا اندیشہ نہ ہو بلکہ فتنے کو دفع کرنا مقصود ہو جیسا کہ صاحب ھدایہ رحمہ اللہ نے جمعہ میں سلطان کے شرط ہونے کی ایک علت یہ بیان کی ہے:

ولا يجوز إقامتها إلا للسلطان أو لمن أمره السلطان لأنها تقام بجمع عظيم وقد تقع المنازعة

جامعہ دار العلوم یاسین القرآن
دارالافتاء

في التقدم والتقديم وقد تقع في غيره فلا بد منه تتميما لأمره (هداية١/١٦٨)

صاحب ھدایہ رحمہ اللہ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں کیونکہ جم غفیر ہوتا ہے اس میں امامت کیلئے کسی کو منتخب کرنے میں نزاع اور فتنہ کا قوی اندیشہ ہوتا ہے لہذا اس رفع نزاع وفتنہ کیلئے سلطان یا اسکے نائب کو اقامت جمعہ کیلئے شرط قرار دیا گیا ہے کیونکہ سلطان کے تقدم یا تقدیم سے کوئی نزاع وفتنہ پیدا نہیں ہوگا۔

اسی طرح ایک اور جزئیہ شامیہ میں یہ ہے:

ومثله ما لو منع السلطان أهل مصر أن يجمعوا إضرارا وتعنتا فلهم أن يجمعوا على رجل يصلي بهم الجمعة (شامية٣/١٦)

اس جزئیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سلطان اہل مصر کو جمعہ کی نماز پڑھنے سے روک دیتا ہے اور یہ روکنا خلاف مصلحت تعنت وعناد کی وجہ سے ہے تو لوگ کسی کو بھی امام بنا کر جمعہ ادا کریں گے لیکن اگر کسی مصلحت کی بناء پر جمعہ کی نماز سے منع کر رہا ہے جس کی مثال علامہ شامی رحمہ اللہ نے یہ دی ہے کہ اگر حاکم کسی شہر کی شہریت کو ختم کر دیتا ہے کسی مصلحت سے تو اس صورت میں لوگ جمعہ نہیں پڑھیں گے۔

اسی طرح ایک اور جزئیہ ہماری کتب میں مصرح ہے علامہ شامی رحمہ اللہ نے قھستانی کے حوالے سے اس کو نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (شامية٢/١٣٨)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایسے قریہ عظیمہ میں جہاں ائمہ احناف میں قریہ عظیمہ کی تعریف میں اختلاف پایا جا رہا ہو اور حاکم وہاں پر انعقاد جمعہ کا فیصلہ کر دے تو اس صورت میں وہاں جمعہ جائز ہوگا علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی علت یہ بیان کی ہے ''لان هذا مجتهد فيه فاذا اتصل به الحكم صار مجمعاً عليه'' یعنی کیونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے کیونکہ قریہ عظیمہ کی تعریف میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے لہذا حاکم کا فیصلہ اس سے متصل ہو گیا تو یہ رافع للخلاف ہو گیا۔ اسی طرح بندہ عرض کرتا ہے کہ اس اصول (حکم حاکم رافع للخلاف) کی بناء پر جو حضرات یہ استدلال فرما رہے ہیں کہ اس حکم کی بناء پر نوادر کا حکم (اذن عام) معطل ہو گیا اور ظاہر الروایۃ کا حکم نافذ ہو گیا یعنی اذن عام شرط نہیں لہذا ان حضرات سے سوال ہے کہ جب اذن عام کا حکم معطل ہو گیا تو یہ تعطل ہر ایک کیلئے ہونا چاہیئے چاہے مسجد ہو یا گھر، جبکہ یہ حضرات اس مسئلے میں مسجد کی تخصیص کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہ حکم (اذن عام کا) معطل نہیں ہو رہا بلکہ اذن حاکم کی وجہ سے یہ تخصیص کی جا رہی ہے اور ہم گزشتہ صفحات میں یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ خود سلطان کیلئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ دروازے بند کر کے نماز جمعہ ادا کرے تو دوسروں کو کیسے اس بات کی اجازت دے سکتا ہے۔

صورت مسئلہ میں غیر مسلم ممالک میں نماز جمعہ کا حکم

نیز دوسرا ایک مسئلہ حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسے ممالک میں رہتے ہیں جہاں غیر مسلم حکمران ہیں یعنی دار الحرب، آیا ان حالات میں وہ حضرات مسجد یا گھر میں نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں؟ یہاں دو جہتیں ہیں ایک جہت سلطان کی ہے جو

دارالحرب میں معدوم ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ دارالحرب میں مسلمان حاکم کے بغیر بھی جمعہ ادا ہو جائے گا جبکہ دوسری جہت اذن عام کی ہے آیا ان غیر مسلم ممالک میں اذن عام شرط ہوگا انعقاد جمعہ کیلئے یا نہیں؟ بندہ کو کتب فقہ میں اسکی کوئی تصریح نہیں ملی البتہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں اذن عام شرط ہوگا جیسا کہ اس وقت مکہ مکرمہ دارالحرب تھا اور آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز اس لئے ادا نہیں فرمائی تھی کہ کیونکہ اذن عام نہیں تھا لہذا اگر ان ممالک میں حکومت وقت کی طرف سے مساجد وغیرہ میں جمعہ ادا کرنے پر پابندی عائد ہے اور مساجد بند ہیں تو اس صورت میں یہ حضرات ظہر کی نماز ہی ادا کریں گے نہ کہ جمعہ کی۔

مذکورہ کلام سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اذن عام (جس کے معنی یہ ہیں کہ جس جگہ نماز جمعہ قائم کی جارہی ہے وہاں پر ہر اس شخص کو آنے کی اجازت دی جائے جو جمعہ پڑھنے کا اہل ہے) کا پایا جانا نماز جمعہ کے انعقاد کیلئے مستقل شرط ہے اگر مساجد وغیرہ میں نمازیوں کو آنے سے روکا جاتا ہے چاہے حکومت کی طرف سے ہو یا کسی اور کی طرف سے ہر صورت میں نماز جمعہ ادا نہ ہوگی چاہے دیگر شرائط جیسے سلطان کا ہونا، شہر کا ہونا، خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا، جماعت کا ہونا اور وقت ظہر میں پڑھا جانا موجود ہوں جیسا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں صرف سلطان ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء ہیں خطبہ دینے پر قادر تھے جمعہ کا وقت بھی موجود تھا جماعت کرانے پر قادر بھی تھے پھر مکہ مکرمہ شہر تھا لیکن صرف اذن عام نہ ہونے کی بناء پر آپ ﷺ نے جمعہ ادا نہیں فرمایا بلکہ مدینہ منورہ جہاں اذن عام تھا وہاں جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا۔

یہاں تک یہ بات واضح ہوگئی کہ اذن عام کی شرط اگر چہ نوادر کی روایت میں ہے لیکن اس شرط کے اوفق بالقرآن والسنۃ ہونے کے نیز فقہائے متاخرین کی اکثریت کے اس قول کو لینے کی وجہ سے ظاہر الروایۃ پر اس کی ترجیح بالکل واضح ہے اور نہ ہی نوادر کے اس قول پر عمل کرنے میں کسی قسم کا ضرر ونقصان لازم آرہا ہے سوائے اس کے کہ لوگ نماز جمعہ کی جگہ ظہر کی نماز ادا کریں گے جو کہ اصل ہے اور احتیاط بھی اس میں ہے کیونکہ جو حضرات مسئلہ ھذا میں مساجد یا گھروں میں جمعہ کی نماز ادا کریں گے تو اذن عام کی اس تعریف کی بناء پر جو ہم نے ذکر کی ان کی نماز جمعہ ادا نہ ہوگی۔ جبکہ بعض معاصرین مفتیان کرام کے فتوی کی روشنی میں ان کی نماز جمعہ ادا ہو جائے گی اگر پہلا قول جو کہ راجح ہے جس کے مفصل دلائل ہم پیش کر چکے تو اس صورت میں جو حضرات مساجد اور گھروں میں جمعہ کی نماز ادا کررہے ہیں تو نماز جمعہ ان کی ادا نہ ہوگی جبکہ نماز ظہر کی ادائیگی بھی یہ حضرات نہیں کررہے گویا اس وقت ان کی کوئی نماز بھی ادا نہ ہوئی بخلاف قول راجح کے کہ اگر بالفرض اس صورت میں جمعہ فرض تھا اور لوگوں نے ظہر کی نماز ادا کر لی تو ان کی نماز ظہر ادا ہو جائے گی اگر چہ ترک جمعہ کا گناہ ہوگا جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل (۱/۲۹۹) پر نقل کیا ہے:

قلت ارأيت قوما من اهل السواد اجتمعوا فی مسجدهم فخطب لهم بعضهم ثم صلی بهم الجمعة قال لا تجزيهم صلاتهم وعليهم ان يعيدوا الظهر

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ آپ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جن کا تعلق دیہات سے ہو اگر وہ جمع ہو کر نماز جمعہ پڑھتے ہیں تو اس کا حکم کیا ہے؟ حضرت امام

دارالافتاء

اعظم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان کی نماز جائز نہ ہوگی اور ان پر ظہر کی نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

آگے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت فان صلی بهم الظهر اربعا وترك الجمعة قال تجزيه وتجزيهم وقد اساء الامام فی ترك الجمعة

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر شہر میں امام لوگوں کو چار رکعت ظہر کی پڑھائے اور جمعہ ترک کردے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ امام اور مقتدی دونوں کی نماز جائز ہوگی البتہ ترک جمعہ کا گناہ امام پر ہوگا۔

جامعہ دار العلوم یاسین القرآن
دارالافتاء

بندہ عرض کرتا ہے کہ کتاب الاصل کے مذکورہ جزئیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پہلے مسئلہ میں جہاں جمعہ جائز نہیں تھا اگر وہاں جمعہ پڑھا گیا تو جمعہ جائز نہ ہوگا بلکہ ظہر کی نماز ان پر فرض ہوگی جبکہ دوسرے جزئیہ سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں جمعہ فرض تھا وہاں ظہر کی نماز ادا کی گئی تو اس صورت میں ظہر کی نماز (بوجہ ظہر کے اصل ہونے اور جمعہ کے بدل ہونے) ادا ہوگی اگرچہ بلا عذر ترک جمعہ کا گناہ امام پر ہوگا۔ زیر بحث مسئلہ میں بھی اگر تمام نمازی ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو ہر دو صورت میں چاہے جمعہ اس موقع پر پڑھنا جائز ہو یا ناجائز ہر دو صورت میں ان کی نماز ظہر جائز ہوگی جبکہ جو حضرات قیام جمعہ کے قائل ہیں اگر قول راجح کی بناء پر انہوں نے جمعہ ادا کیا تو نہ ان کا جمعہ ادا ہوگا اور نہ ہی انہوں نے نماز ظہر ادا کی ہوگی لہذا احتیاط بھی اسی میں ہے کہ اس صورت میں مساجد وگھروں میں نماز ظہر ہی ادا کی جائے۔

اکابرین علماء دیوبند کے اذن عام کی مشہور تعریف کے مطابق فتاوی جات

آخر میں ہم اکابرین علماء دیوبند کے ان فتاوی کا بھی ذکر کرتے ہیں جن میں اذن عام کی وہی تعریف مذکور ہے جو ہم نے تفصیلاً ذکر کی چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک استفتاء جس میں سرکاری دفتر میں ادائیگی جمعہ سے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کے جواب میں فرماتے ہیں جب اذن عام ہے تو درست ہے ورنہ باہر نکل کر میدان میں پڑھ لیں (امداد الفتاوی ۱/۶۱۱) حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ بہشتی زیور (ص ۳۵۴) میں اذن عام کی تعریف ان الفاظ میں فرمارہے ہیں عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان نماز جمعہ کا پڑھنا پس اگر کسی مخصوص جگہ میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروزے بند کرلئے جائیں تو نماز نہیں ہوگی۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت کا یہ کہنا کہ (جمعہ کو مسجد کے درواز ے بند کرلئے جائیں تو نماز نہیں ہوگی) یہ حضرت کا کہنا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ موجودہ صورت حال میں جب کہ مسجد کی بندش کا حکم ہے اور مسجد کے دروازے نمازیوں کیلئے بند ہیں تو نماز جمعہ جائز نہیں ہوگی نہ تو حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے اذن عام کا استثناء کیا ہے اور نہ یہ تخصیص کی ہے کہ اگر دوسری جگہ جمعہ ہورہا ہو تو اس صورت میں ان مسجد والوں کیلئے جمعہ جائز ہوگا حالانکہ تھانہ بھون وغیرہ میں اور جگہ بھی جمعہ کی نماز ہورہی ہوگی بلکہ حضرت نے اذن عام کی

تعریف کو مطلق رکھا ہے۔

اسی طرح فتاوی دار العلوم دیو بند (۵ / ۷۸) پر ایک سوال وجواب ان الفاظ میں مرقوم ہے:

سوال: ایک قلعہ میں آمد ورفت کیلئے عام اجازت نہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس قلعہ میں جمعہ جائز نہیں ہے باہر جائز ہے جہاں عام لوگ شریک ہو جائیں۔

جواب: اذن عام بے شک صحت جمعہ کیلئے شرط ہے پس جبکہ اس قلعہ میں عام نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔

جامعۃ دار العلوم یاسین القرآن دار الافتاء

بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت کے اس جواب میں بھی اذن عام کے نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کا عدم جواز نقل کیا گیا نیز حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ نے یہ شرط نہیں لگائی ہے کہ اگر دیگر مقامات پر نماز جمعہ اذن عام کے ساتھ ہو رہا ہے تو یہاں جمعہ جائز ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اذن عام کی تعریف عام ہے حالانکہ یہ فتوی دیتے وقت متعدد جگہ جمعہ کا انعقاد ہو رہا تھا۔

اسی طرح مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ تعلیم الاسلام (ص ۷۴) حصہ چہارم میں اذن عام کی تعریف ان الفاظ میں فرمارہے ہیں:

پانچویں شرط اذن عام اذن کا معنی اجازت کے ہیں اذن سے مطلب یہ ہے کہ سب کو اجازت ہو جو چاہے آکر نماز میں شریک ہوسکے اس جگہ جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوسکتی کہ جہاں خاص لوگ آئے ہوں اور ہر شخص کو آنے کی اجازت نہ ہو۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اذن عام کی وہی تعریف کی جو صاحب بدائع الصنائع، علامہ شامی رحمہ اللہ، شمس الائمہ سرخسی اور دیگر اعلام نے کی ہے یہاں حضرت نے تعدد جمعات کا کوئی استثناء نہیں کیا حالانکہ حضرت کے اس فتوی دیتے وقت بے شمار مقامات پر نماز جمعہ ادا ہو رہی تھی۔

آخر میں ہم حضرت مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری رحمہ اللہ کے تفصیلی فتوی کا جوانہوں نے اذن عام کی مشہور تعریف میں نیز علامہ شامی رحمہ اللہ کے تعدد جمعہ کے استثنائی قول کے رد میں پانچ صفحات پر تحریر کیا ہے اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں ان عبارتوں میں اسکی تصریح ہے کہ اگر بادشاہ اپنے محل اور قلعہ میں نماز جمعہ پڑھے تو صحت جمعہ کیلئے اذن عام ضروری ہے ظاہر ہے کہ شہر کی جامع مسجد میں نماز جمعہ تو ہوتی ہی ہوگی مگر اس کے باوجود قلعہ میں اقامت جمعہ کیلئے اذن عام کی شرط ہے اور بدائع الصنائع کی عبارت میں "**وتكون الصلاة في موضعين**" کی تصریح ہے اور رسائل الارکان وغیرہ میں "**ان مبنى الجمعة على الاشتهار**" کی صراحت ہے لہذا اب تو اشکال رفع ہو جانا چاہیئے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶ / ۷۹)

بندہ ناچیز بھی امید کرتا ہے کہ مذکورہ مفصل و مدلل دلائل کی روشنی میں اب کوئی اشکال باقی نہ رہا ہوگا۔

یہاں تک تو اذن عام کا شرط ہونا نیز اذن عام کی مشہور ومعروف تعریف اور اس سے ثابت ہونے والے احکامات کا بقدر تفصیل ذکر آ گیا۔ بندہ نے اپنے صوتی جواب میں ایک اور اصل کا بھی ذکر کیا تھا جس کا حاصل یہ ہے کہ مباحات میں اطاعت امیر واجب ہے اس اصول کا تعلق صرف جمعہ کی نماز سے نہیں ہے بلکہ یہ اصول ہر امر مباح میں عام ہے نیز اطاعت امیر کے مباح امور میں واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص امر حاکم کی مخالفت کرتا ہے تو اس صورت میں وہ گناہ گار ہوگا البتہ اس کا تصرف نافذ ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے ملک سے کوئی چیز حکومت کو بغیر بتائے لاتا ہے اور فروخت کرتا ہے جسے عرف عام میں اسمگلنگ کہا جاتا ہے کیونکہ حکومت وقت کی طرف سے اس پر پابندی ہے جس کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہے اگر کوئی شخص اس طرح حکومت کی اجازت کے بغیر سامان لاکر بیچتا ہے تو اس کو امر حاکم کی مخالفت کا گناہ ہوگا البتہ اسکی بیع وشراء جائز ہوگی اسی طرح سعودی حکومت کی طرف سے اس بات پر پابندی ہے کہ کوئی شخص عمرہ کے ویزے پر حج کرے یا کوئی اقامہ والا حج کرے تو اس پابندی کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص اس پابندی کے خلاف حج کر لیتا ہے تو اس صورت میں امر حاکم کی مخالفت کی وجہ سے گناہ گار ہوگا لیکن اس کا حج ادا ہو جائے گا۔

اسی اصول کے ماتحت بندہ عرض کرتا ہے کہ جب حکومت وقت نے جمعہ کے اجتماعات پر پابندی لگا دی تو اگر یہ پابندی مصالح کی بناء پر ہے جیسا کہ حکومت کا کہنا ہے کہ کرونا وائرس سے بچاؤ کیلئے یہ پابندی عارضی طور پر لگائی جارہی ہے تو اس صورت میں اس کی اطاعت واجب ہوگی چنانچہ دار العلوم کراچی کے فتوے میں اس بات کی تصریح موجود ہے چنانچہ مذکور ہے۔ (کرونا وائرس کی وجہ سے حکومت نے محدود افراد سے زیادہ لوگوں کو جمعہ میں شرکت سے منع کیا ہے یہ لوگ اس کی پابندی کریں) جب یہ پابندی مصلحت میں داخل ہوئی تو اس کی اطاعت واجب ہے لہذا جہاں لوگ اس پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے مساجد وغیرہ میں آئیں گے تو اس صورت میں یہ لوگ امر حاکم کی مخالفت کی بناء پر گناہ گار ہوں گے اگر چہ اذن عام کہ مساجد وغیرہ کے دروازے نمازیوں کیلئے کھلے ہونے کی وجہ سے ان کا جمعہ ادا ہو جائے گا لہذا بعض علماء کی طرف سے آئے ہوئے اس سوال کا جواب بھی ہو گیا کہ ہمارے ہاں جمعہ ہوا اور اس میں نمازیوں کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی تو آیا حکومت کی طرف سے پابندی کے باوجود ہمارا جمعہ ادا ہوا یا نہیں تو اس کا جواب بھی واضح ہو گیا کہ نماز جمعہ تو اذن عام کی وجہ سے جائز ہو گئی البتہ امر حاکم کی مخالفت کی بناء پر لوگ گناہ گار ہوں گے نیز جن حضرات کے نزدیک حکومت کا یہ فیصلہ خلاف شرع ہے تو ان کے نزدیک اذن عام ہونے کی وجہ سے ایسے نمازیوں کا جمعہ بغیر کسی کراہت کے جائز ہوگا۔ جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے (۳/۱۶) پر تصریح کی ہے:

ومثله ما لو منع السلطان أهل مصر أن يجمعوا إضرارا وتعنتا فلهم أن يجمعوا على رجل يصلي بهم الجمعة أما إذا أراد أن يخرج ذلك المصر من أن يكون مصرا لسبب من الأسباب فلا

علامہ شامی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر سلطان جمعہ کی نماز سے تعنت وعناد کی وجہ سے روکتا ہے تو لوگوں پر اس کی اطاعت واجب نہ ہوگی بلکہ وہ جمع ہو کر کسی کے پیچھے بھی جمعہ پڑھ سکتے ہیں البتہ اگر امام کا فیصلہ کسی معقول سبب کی وجہ سے ہے تو اس

صورت میں لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور جمعہ ادا نہ کریں گے

بندہ عرض کرتا ہے کہ ہر دو صورت میں چاہے حکومت کا فیصلہ مصلحت میں داخل ہو یا نہ ہو نماز جمعہ کے جواز کیلئے اصل شرط اذن عام کا ہونا ہے یہی بات بندہ نے ابتداء میں ذکر کی تھی اور یہی بات متاخرین فقہاء کرام اور اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی سے معلوم ہوتی ہے۔

مذکورہ سوالات کے ترتیب وار جوابات

(۱) اذن عام شرائط جمعہ میں سے ایک شرط ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جس جگہ جمعہ ادا کیا جارہا ہے اس کے دروازے نمازیوں کیلئے کھلے ہوں اگر باہر سے کسی کو آنے کی اجازت نہ دی جائے تو جمعہ ادا نہیں ہوگا۔

(۲) اذن عام کی شرط اگر چہ نوادر کی روایت ہے لیکن کیونکہ یہ شرط اوفق بالقرآن والسنۃ ہے، نیز فقہاء متاخرین کی اکثریت نے اسے اختیار کیا ہے جبکہ کسی فقیہ نے بھی اس کا رد نہیں کیا لہذا ظاہر الروایۃ کے مقابلے میں اصولاً یہی راجح ہوگی کما قدمناہ مفصلاً۔

(۳) اذن عام کی یہ شرط صرف رعایا کیلئے نہیں بلکہ خود حاکم کیلئے بھی شرط ہے اگر حاکم بھی اپنے محل یا قلعہ میں دروازے بند کر کے نماز جمعہ ادا کرتا ہے کہ باہر سے کسی کو آنے کی اجازت نہیں تو اس صورت میں حاکم وسلطان کا جمعہ ادا نہ ہوگا۔

(۴) اذن عام کی شرط ایک ایسی شرط ہے جو انعقاد جمعہ کیلئے ضروری ہے چاہے حاکم ہو یا عام نمازی، اس شرط کو حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں معطل نہیں کیا تو دوسرے کو یہ حق کیسے حاصل ہوگا؟ کما قدمناہ مفصلاً

(۵) حکم حاکم رافع للخلاف مسئلہ میں نہیں چلے گا اسکا مفصل جواب ہم گزشتہ صفحات میں دے چکے ہیں۔

(۶) علامہ شامی رحمہ اللہ نے تعدد جمعات کی وجہ سے جو استثناء فرمایا ہے وہ ان کا تفرد ہے جو خود ان کے بیان کردہ اصول وجزئیات نیز کتب فقہ کے عموم کے خلاف ہے لہذا امر جوح ہے جیسا کہ تفصیلی بحث میں گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے۔

(۷) جمعہ کے انعقاد میں سلطان کی شرط ہونے کا مقصد بھی اذن عام کی شرط پر عمل کروانا ہے جیسا کہ مبسوط سرخسی کے حوالہ سے ہم نے ذکر کیا لہذا جن ممالک میں اسلامی حکومت نہیں ہے بلکہ غیر مسلم حکمران ہیں تو ایسی صورت میں اگر اذن عام کی شرط متحقق ہو جاتی ہے تو نماز جمعہ جائز ہوگی۔ نیز موجودہ صورت میں جبکہ ان تمام ممالک میں حکومت کی طرف سے مساجد میں جمعہ وغیرہ پڑھنے پر پابندی ہے لہذا اذن عام نہ ہونے کی وجہ سے ان تمام ممالک میں بھی جمعہ کی نماز جائز نہ ہوگی بلکہ تمام حضرات چاہے مساجد میں ہوں یا گھروں پر ظہر کی نماز ہی ادا کریں گے۔

(۸) جن حضرات نے حکومت کی پابندی کے باوجود جمعہ کی نماز مسجد میں ادا کی بشرط اذن عام کہ تمام نمازیوں کیلئے مسجد کے دروازے کھلے ہوں پائی گئی تو ان لوگوں کی نماز جمعہ ادا ہوگئی اگر چہ امر حاکم کی مخالفت کی بناء پر یہ لوگ گناہ گار ہوں گے۔

(۹) اذن عام کی راجح تعریف کی بناء پر موجودہ صورت حال میں مساجد اور گھروں میں نماز ظہر ادا کی جائے گی یہی اقرب الی

الاحتیاط ہے جس کی تفصیل ہم نے گزشتہ صفحات پر بیان کردی۔

(۱۰) اگران مقامات (چھاؤنیاں، فیکٹریاں، فلیٹ وغیرہ) پر اندر مساجد موجود ہیں اوران مساجد میں ان مقامات کے اندر موجود افراد کونماز سے نہیں روکا جاتا اس صورت میں ان کا جمعہ ادا ہوجائے گا۔

هذا ما ظهر لی من الفتاح الوهاب

کتبه

نجم الحسن امروهوی عفی الله عنه

خادم الحدیث والافتاء بدار العلوم یاسین القرآن

۱۴۴۱/۸/۷

1/4/2020

دار الافتاء

رئیس دار الافتاء

المفتی السید نجم الحسن الامروهوی

1 APR 2020